

غیر مقلدین کی ننگے سر نماز

غیر مقلدین

تلاوتِ قرآن کی روشنی میں

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

www.FakrAhmedOwaisi.com



بسم الله الرحمن الرحيم
الصلوة والسلام على من لا نبي بعده

غیر مقلدین کی زندگی سر نماز

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین، رئیس التحریر
حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی



پیش لفظ

چند سال پہلے کی بات ہے کہ بزرگوں، اُستادوں اور علماء کے سامنے ننگے سر جانا سخت بے ادبی سمجھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے انگریزی تعلیم حاصل کرنے والوں کا کہ جب سے انہوں نے مغربیت کے ماحول کو رواج دیا ہے ہمارے نبی اکرم ﷺ کی سنتیں رخصت ہو رہی ہیں۔ اب ننگا سر رہنا تہذیب اور سر ڈھانپنے اور پگڑی باندھنے کو معیوب سمجھا جاتا ہے پھر جدید مذاہب کے افراد اپنی بھرتی بڑھانے کی خاطر مغربیت زدہ لوگوں کو اُن کی منشاء کے مطابق مسئلے گھڑ دیتے ہیں تاکہ یہ لوگ اُن کے جال میں پھنس جائیں۔ کچھ یہی کیفیت آج کل ننگے سر نماز پڑھنے کی ہے کہ ادھر تو پگڑی باندھنے کی سنت ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی یہاں تک کہ علماء و مشائخ تک نے پگڑی جیسی مقدس سنت کو خیر باد فرما کر انگریزی اور ہندوی وضع کی ٹوپیاں سر پر رکھ چھوڑی ہیں۔ ادھر مغرب کے مسور حضرات پگڑی کی مذاقیں اُڑاتے ہیں۔ اس صورت حال سے غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) نے ناجائز فائدہ اُٹھالیا کہ نماز جیسی مقدس ہیئت میں پگڑی اُتار ڈالی اور ننگے سر نماز کا رواج عام کر دیا جس سے مغربیت زدہ نمازیوں کو سہولت مل گئی بارہا فقیر کو اس مسئلہ کی وضاحت کا ارادہ ہوا لیکن فرصت کب؟ حکیم ظلیل احمد صاحب (جہانیاں) کا اشتہار تشریف لایا اور ساتھ ہی تاکید تھی کہ جواب جلد بھیجتا۔ قلم دوست کے تقاضا پر وقت نکال کر مختصر سا رسالہ مرتب کیا۔ اور انہیں بھیج کر مشورہ دیا کہ اسے چھاپ کر عام کیا جائے تاکہ عوام نماز کے فیوضات و برکات سے بہرہ ور ہو سکیں۔ چنانچہ موصوف نے اس پر عمل فرمایا اور پہلا ایڈیشن عام شائع ہوا۔ اب نظر ثانی سے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ خدا کرے کوئی صاحب حکیم صاحب کی طرح اس رسالے کی اشاعت کریں اور زیادہ سے زیادہ کاپیاں منگوا کر عوام میں مفت تقسیم کریں تو انہوں کا بھلا ہو۔

فقیر کے رسالہ ہذا کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ اہل علم و فہم نے اسے سراہا عمامہ کے ساتھ نماز ادا کرنے کا مژدہ بہار سنایا۔ لیکن کسی نے غیر مقلدین کا ایک مطبوعہ رسالہ ننگے سر نماز ارسال کیا۔ اس میں غیر مقلدین کے چند مولویوں کی تحریریں تھیں۔ جس میں دلائل کیا تھے۔ بس وہ پرانی عادت کہ عمامہ والی احادیث ضعیف ہیں اور حضور نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے فلاں فلاں صحابی نے ننگے سر نماز پڑھی۔ لہذا ننگے سر نماز پڑھنی چاہیے وغیرہ فقیر نے وضاحت کے طور پر تہذیب کا اضافہ کر دیا۔

فقیر قادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز اتوار شب ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

استفتاء

جناب شیخ القرآن ابوالصالح مولانا فیض احمد صاحب اُسی دامت برکاتہم العالیہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں ننگے سر نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روجواب عنایت فرمائیں اور پگڑی باندھ کر نماز پڑھنے کی حدیثیں بیان فرمائیں۔ السائل غلیل احمد نقشبندی (جہانپور)

الجواب

الحمد لله الصمد الاحد والصلوة والسلام علی حبیبنا اسمہ احمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
تسبیح اما بعد! ہم سب جانتے ہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ سے لے کر صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم خیر القرون سے لے کر سوائے غیر مقلدین کے نماز جیسی اہم عبادت کو ننگے سر بھی ادا نہیں کیا اور نہ ہی ننگے سر نماز ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا بلکہ ہمیشہ پگڑی باندھ کر نماز پڑھی اور پگڑی کے ساتھ نماز پڑھنے کے بڑے بڑے فضائل و درجات بیان فرمائے۔

فضائل نماز با عمامہ

حدیث: ۱۔ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عزوجل وملائکتہ یصلون علی اصحاب العمامہ یوم الجمعہ

یعنی بیشک اللہ عزوجل اور ان کے فرشتے جمعہ میں عمامہ باندھے ہوؤں پر درود بھیجتے ہیں۔ (اخرجه الطبرانی فی الکبیر)

حدیث: ۲۔ عن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول صلوة تطوع او فريضة بعمامة تعدل خمسا د عشرين صلوة بلا عمامته وجمعه بعمامة تعدل سبعين جمعه بلا عمامة
 یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بلا عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بلا عمامہ کے برابر ہے۔ (رواہ ابن عساکر والبیہقی وابن النجار)

حدیث: ۳۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الصلوة فی العمامة تعدل بعشرة الا لعنة

یعنی عمامہ میں نماز دس برابر نیکیوں کے برابر ہے۔ (رواہ الدیلمی)

حدیث ۳۰۔ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ رکعتان بعمامة خیر من سبعین رکعتہ

بلا عمامة

یعنی عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر نمازوں سے افضل ہیں۔ (مسند الفردوس)

عبارت فقہانہ کرام فقہائے کرام نے سر سے نگے ہو کر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔

۱۔ دُر مختار، ص ۱۵۱، ج ۱ میں مکروہات الصلوٰۃ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں (والصلوٰۃ حرامہ) ای کا شفاً رامہ للکمال۔

فائدہ ایک حوالہ ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کسی بھیہ کو اختلاف نہیں۔

سنگا سر کس کا نگا ہو کر دو گروہ نماز ادا کرتے ہیں: ۱۔ مغربیت زدہ مکرہین حدیث۔ اُن سے ہماری گفتگو بھی

بے سود ہے کیونکہ وہ تو اُلٹا دین سے ٹھٹھا مخلول کرتے ہیں۔ ۲۔ غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اُلحدیث کہتے ہیں اُن میں اگر

انصاف ہے تو مندرجہ ذیل مضمون کو فور سے پڑھیں۔

(۱) نماز میں سر پر پگڑی باندھنے کی حدیثیں ایسی ہیں کہ جن میں شک صرف بضدی کرے گا یا جاہل اور نبی اکرم ﷺ کی

سیدہ سواظہ (داعی) کا خلاف یقیناً مکروہ ہے چنانچہ بحوالہ ائیں ص ۳۳ ج ۳ میں ہے۔ "وصلہ ان السنة اذا كانت

موکلفۃ قربة لا یبعدان یكون لہ رکعہا مکروہا کراہۃ تحریم" اس قانون کے مطابق بھی سر سے نگے نماز کی

ادا نیکی مکروہ ظہرے گی۔

(۲) ایک آدمہ دفعہ اگر حضور ﷺ نے کیا ہے تو وہ صرف جواز کے لئے تھا تا کہ اُمت کے کسی غریب کو اگر پگڑی نہ ملے تو

اُس کی نماز کو بھی بارگاہِ نبوت کا دامن نصیب ہو۔ (جیسے کہ حضور علیہ السلام کی عادت مبارک تھی) مثلاً آپ ﷺ نے پاک جوتا پہن

کر نماز ادا فرمائی ہے اور ایک دفعہ صرف ایک بچی کو موٹھ سے پہ بٹلا کر نماز ادا فرمائی ہے اور ایک دفعہ صرف ایک کپڑے

میں نماز پڑھائی ہے اب وہابیوں غیر مقلدوں کو چاہیے کہ ہمیشہ ہی جوتا پہن کر نماز پڑھا کریں۔

بچیوں کو موٹھ سے پہ بٹلا کر نماز ادا کریں۔ چادر قمیض یا سلوار قمیض وغیرہ کے بجائے صرف ایک تہبند باندھ کر نماز

پڑھیں جواز کی صورت تو یہی ہے کہ کسی غریب کو پگڑی یا رد مال ٹوپی وغیرہ دستیاب نہیں تو وہ پڑھ لے لیکن آج کل کون سا بد

نصیب انسان ہے جس کے گھر میں جوڑے کپڑوں کے نہ ہوں۔ یہ الگ بات ہے کہ پگڑی باندھنے کا شعار ختم ہو گیا ہے

لیکن غربت کی وجہ سے تو پگڑی یا رد مال ٹوپی وغیرہ نہیں ملتی۔ بلکہ عیسائیت کی دیکھا دیکھی یا غیر مقلدین وہابیوں کی طرح

کہ پگڑیاں و رد مال پاؤں میں پڑیں ہیں اور وہ سر سے نگے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔

(۳) جس زمانے میں مُصطفیٰ ﷺ کو اُمت بالکل ترک کر دے اُس وقت مُصطفیٰ ﷺ کو زندہ کرنا سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ اب علماء و مشائخ و عوام کے سروں سے پگڑی اتر چکی ہے۔ (إلا ماشاء اللہ) بجائے اس کے کہ وہابیوں غیر مقلدوں کو ہمارے ساتھ مل کر پگڑی کی اہمیت بیان کریں۔ نماز کی ادائیگی میں سختی سے اس عمل کے کاربند نہیں نہ کہ الشافعی مُصطفیٰ ﷺ کے مخالفین کو موقع دیں تبھی تو کہیں گے جب نماز (جس افضل العبادۃ جسے معراج کے لقب سے نوازا گیا ہے۔) میں پگڑی نہیں باندھیں تو پھر نماز کے باہر کیا ضروری ہے۔ قلہذہ انصاری کی طرح نگے سر رہنا ہی بہتر ہے۔ پگڑی باندھنے کی سنت کی اہمیت ذہنوں سے نہ صرف اتر جائے گی بلکہ وہ روح کا ماڈرن مسلم اپنی تائید پیش کرے گا جس سے سنت کو زندہ کرنے کے بجائے اسکی اہمیت کو سخت دھچکا لگے گا۔

(۴) نبی اکرم ﷺ نے تو نماز کی ادائیگی کے وقت سر ڈھانپنے کی اتنی سخت تاکید فرمائی ہے کہ سر کا درمیان میں معمولی حصہ کھلا رکھنے کو بھی گوارا نہیں چہ جائیکہ سارا سر نکلا ہو چنانچہ حدیث شریف میں اعتجار سے روکا گیا ہے اور اعتجار کی تفسیر میں صاحب بحر الرائق ج ۲۵، ج ۲ میں لکھتے ہیں: "وهو ان يكسون عمامة ويترك وسط راسه كشوفاً كهيئة الا شرار" وہ یہ کہ عمامہ باندھ کر سر کا درمیان حصہ شرار حج کی طرح کھلا رکھا جائے۔

(۵) نماز میں جس عمل کے ساتھ کسی غیر مذہب والے کے ساتھ تشابہ لازم آتا ہو اسی عمل سے بچنے کے لئے شدید تاکیدیں واقع ہوتی ہیں مثلاً نماز میں منہ اور ناک بند رکھنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس طرح سے مجوسیوں سے مشابہت ہوتی ہے کیونکہ وہ آگ سے پرستش کرتے وقت اُس کے دھوئیں سے بچنے کے لئے منہ اور ناک بند رکھتے تھے اب ہمیں اس فعل سے روکا گیا ہے اسی طرح کمر میں کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح امام کا طاق میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کہ اس میں اہل کتاب سے تشابہ ہوتا ہے۔ جب اہل اسلام کو غیر مسلموں کے شعار کے تشابہ سے روکا گیا ہے تو کیا سر سے نکلا ہونا نصاریٰ کا شعار نہیں ہے۔ افضل العبادۃ میں سر سے نگے رہنے میں کیوں نصاریٰ کو خوش کرتے ہو اور رسول پاک ﷺ کو ناراض؟

(۶) جس عمل میں عوام اٹھلیاں اٹھائیں اپنے غصہ و مذاق کے لئے نشانہ بنائیں اور وہ فعل باعصہ شہرت ہو تو وہ مکروہ ہے چنانچہ "مجمع البحار وغیرہ" میں ہے کہ "الخروج عن عادة البلد شهرة مکروہ" اور تمام بلادِ حرمین میں جس کے ہر عمل کو غیر مقلدین واجب العمل سمجھتے ہیں خواہ وہ غلط ہو یا صحیح سر پر کپڑا رکھ کر نمازیں ہوتی ہیں اب غیر مقلدین نے اس کو شعار بنایا ہے جس سے نماز کی کراہت میں کسی قسم کا شک ہی نہیں۔

ازالہ وسوم فقہائے کرام نے نگے سر نماز کی تین قسمیں لکھی ہیں۔ (۱) بہ بیت استخفاف واستحقار یعنی دل میں خیال ہو

کہ نماز کوئی ایسی حالت تو نہیں جس میں سر کو ڈھانپ کر نماز پڑھوں اس لحاظ سے سرنگ نماز پڑھنا کفر ہوگا۔ (قول) اگر یہ عمل عام ہو گیا تو نماز میں ننگے سر رہنا استحقاقاً استحقاق کا پایا جاتا دور نہیں۔ (۲) سستی و کالی کی وجہ سے سر سے ننگا ہو کر نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

تبصرہ اولیٰ یہ عمل عوام کو پسند ہے کہ سر سے ویسے ہی ننگے رہتے ہیں پھر نماز کے لئے انہیں سر پر کپڑا رکھنا بوجہ محسوس ہوتا ہے۔ جیسے گرمیوں میں عموماً دیکھا جاتا ہے کہ سستی کی وجہ سے قمیض وغیرہ سے نماز پڑھنا انہیں دشوار محسوس ہوتا ہے۔ اس علت کو غور سے دیکھا جائے تو بات واضح ہے کہ نماز کو ننگے سر پڑھنا عموماً سستی و کالی کی وجہ سے ہے۔

(۳) بدیہت واضح و اکسار ہو تو جائز ہے جیسے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا جائز ہے لیکن جس جوازی عمل میں بھٹکا اندیشہ ہو اس سے احتراز (بچنا) واجب ہے اور ظاہر ہے کہ ننگے سر سے نصاریٰ کی تہذیب و تمدن کو تقویت ملتی ہے۔ پھر عاصی سنیہ مصطلے کب گوارا کر سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے محبوب ﷺ کے مقابلہ میں نصاریٰ انگریز کی تہذیب کو ترجیح دے لیکن عملی طور پر ترجیح دی جا رہی ہے اور نہ صرف ترجیح بلکہ اسلامی تہذیب کا مذاق اور انگریزی تہذیب سے پیار بناتا ہے کہ مسلمان کا دین و ایمان خطرہ میں ہے اسی لیے فقیر دین کے رہنماؤں سے اپیل کرتا ہے کہ فی سبیل اللہ دین کی کشتی کے بچانے کی سبیل کیجئے قوم کو انگریزی تہذیب سے ہٹا کر اسلامی تہذیب و تمدن کا خورگ بنائیے۔ رسول اکرم ﷺ کی ہر ادا کا عملی نمونہ اپنے اندر پیدا کر کے اپنے حلقہ اثر میں ہر سنت پر سختی سے عمل کرائیے۔ ہم نے اسلاف میں اپنے مشائخ میں حضرت امام اعلیٰ حضرت، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، پیر جماعت علی شاہ، پیر بھرچوٹ شریف، محدث اعظم پاکستان اور دیگر اکابر اہل سنت کا تجزیہ کیا ہے اور دیکھا ہے کہ وہ کس طرح عوام کو سنت پر چلا گئے ہیں اور الحمد للہ اب بھی بعض پیران عظام اور علماء کرام اسی طریقہ پر کار بند ہیں۔ خدا کرے اسی طرح پیران عظام اور علماء کرام فقیر کی آواز کی طرف توجہ دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ انگریزی تہذیب کا بیڑا غرق ہوگا اور سنت نبوی ﷺ کا بول بالا ہوگا۔

نتیجہ

اسلام کے احکام قرآن و حدیث اور اجماع و قیاس سے ثابت ہوتے ہیں۔ پھر ان کے کئی درجات ہیں۔ جیسے فرض، واجب، سنت، مؤکدہ و سنت غیر مؤکدہ اور مستحب۔ چونکہ یہ مسئلہ غیر مقلدوں سے منسلک ہے اسی لئے ان کی سمجھ کے مطابق عرض کیا جا رہا ہے کیونکہ وہ خود کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اگرچہ صرف نام ہے کام نہیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوگا۔

قواعد الحدیث احادیث مبارکہ کا غور سے مطالعہ کرنے والے کو معلوم ہے کہ بعض امور وہ ہیں جن پر حضور ﷺ

نے مدد و ست فرمائی اور وصال کے وقت تک عمل رہا۔ اسے اصلاح میں سنت کہا جاتا ہے۔ ہم اہل سنت اس قسم کی احادیث پر عمل کرتے ہیں اسی لئے ہم اہل سنت کہلاتے ہیں۔

بعض وہ احادیث مبارکہ ہیں جو محض اُمت کی سہولت کے لئے کبھی عمل کیا یا اجازت بخشی لیکن دایماً عمل نہیں فرمایا اسے ہم حدیث تو کہہ سکتے ہیں لیکن سنت نہیں چونکہ غیر مقلدین عوام میں انتشار پھیلانے کے درپے ہیں اسی لئے تلاش کر کے وہی احادیث پیش کرتے ہیں جن سے عوام کو غلطی ہو اور انتشار پھیلے اس کی مثالیں عرض کروں گا تاکہ مسئلہ واضح ہو۔

(۱) نبی پاک ﷺ نے ایک دفعہ اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا، لیکن دایماً سواری کے بغیر طواف فرمایا۔
(۲) روزہ کی حالت میں کبھی بعض ازواج مطہرات کو بوسہ دیا لیکن ہمیشہ نہیں پہلا کام صرف جواز کے لئے تھا ہم اسے حدیث مانتے ہیں لیکن دایماً اس پر عمل نہ تھا۔ ممکن ہے غیر مقلدین اس پر روزہ کے ساتھ عمل کرتے ہوں تو وہ شادی شدہ اور کنوارے کہاں جائیں۔ ممکن ہے اُن کی دینی خیر خواہی کے طور پر اُن کے لیے کوئی سبب بنا دیا جاتا ہو یا اُن سے پوچھنے ورنہ ایسے کنوارے غیر مقلدین زندگی بھر اس حدیث پر عمل نہ کر سکے۔

(۳) روزے کی حالت میں مباشرت (مرد و زن کا دو جسموں کا کپڑے کے حائل ہوئے بغیر ملنا ملنا) احادیث سے کبھی کبھی کر لینا ثابت ہے۔ وہ جواز کے لئے تھا کہ کسی سے اگر ایسے ہو جائے تو روزہ ضائع نہ سمجھا جائے۔ اسے ہم حدیث تو مانیں گے لیکن سنت نہیں۔ ممکن ہے غیر مقلدین اس پر روزانہ عمل کرتے ہوں تاکہ سنت سے محروم نہ ہوں۔ یہ اُن کا گمراہ معاملہ ہے۔

(۴) بعض احادیث میں عورتوں کے ختنہ کے متعلق بھی آیا ہے تو اُن کو ہم احادیث برحق کہیں گے لیکن عمل نہیں ہے۔ ممکن ہے ان کے ہاں یہ عمل جاری ہو بلکہ ہونا لازم ہے۔ کیونکہ وہ اہل حدیث نہیں۔ نمونہ کے یہ چند مسئلے عرض کئے ہیں ورنہ اس قائدے کا باب وسیع ہے۔

نتیجہ ﴿﴾ اس قائدہ پر علامہ شریف حضور سرور عالم ﷺ کی دائمی سنت ہے۔ نماز، غیر نماز میں آپ سے اس طرح ثابت ہے۔ ہاں جواز کے لئے کبھی ہوا تو وہ سنت نہ ہوگی اور مسلمان کو سنت رسول ﷺ چاہیے نہ کہ اس کے خلاف۔

قاعدہ ۲ ﴿﴾ احادیث مبارکہ کے مراتب و درجات کے لحاظ سے احکام فرض، واجب، سنت مؤکدہ و غیر مؤکدہ و مستحب مرتب ہوئے ہیں۔ بالخصوص فضائل کے متعلق تو کسی محدث و فقیہ کو اختلاف نہیں۔ یہاں تک کہ غیر مقلدین کے سربراہ ثناء

اللہ امر تسری، میاں نذیر احمد دہلوی و داؤد غزنوی وغیرہ وغیرہ بھی قائل ہیں۔

حدیث ضعیف کہتا ان کا ایسا حربہ ہے کہ عوام کو بہت جلد دوم تروریہ پھنسا لیتے ہیں، لیکن کب تک بالآخر یوم الحساب تو قابو آئیں گے۔ کچھ یہاں ان کا رد یہ بھی یہی ہے۔ مانا کہ عمامہ کی نماز کے متعلق کچھ روایات ضعیف سہی لیکن حضور سرور عالم ﷺ دائمی طور پر تو عامل رہے۔ پھر اس محبوب سیرت کا انکار کیوں۔

میں نے پہلے عرض کیا غیر مقلدین کا مقصد عوام میں انتشار پھیلانا ہے یہ طویل داستان فقیر کی کتاب "خیر بے مہار دہانی" میں پڑھ لیں۔ یہاں کے نمونہ کے طور پر عرض کر دوں۔

ہمارے اور ان کے بیان سے سب کو یقین ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ اور صحابہ کرام ان کے تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتیٰ العین (یعنی پندرہویں صدی تک) عمامہ سے نماز کی ادائیگی ہوتی رہی اور ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے مرکزی ائمہ نجدی بھی عمامہ نہ سہی لیکن نیچے سر نہیں بلکہ سر ڈھانپ کر ٹوپی، رومال سے نماز ادا کرتے ہیں تو یہ کبھی کبھار کی روایت ڈھونڈ کر عوام کو بہکایا گیا کہ ہم حدیث پر عمل کرنے والے ہیں۔ حالانکہ وہ صحیح احادیث جن کے متعلق حضور سرور عالم ﷺ سے فضائل ثابت ہیں۔ بلکہ ہمارے نزدیک وہی روایات آپ کی زندگی مبارک کا معمول بہا ہیں ان کے برعکس کی روایات بوجہ ضرورت تھیں۔ ہمارا دعویٰ تسلیم نہ کریں لیکن یہ اُنھیں ماننا پڑے گا کہ وہ روایات صحیحہ ہیں لیکن وہ ان روایات پر عمل نہیں کرتے مثلاً۔

۱۔ حضور نبی پاک ﷺ نے صبح کی نماز اشفار (رہتی کرنا) فرمایا اُسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَاتَهُ اعْظَمُ الْاَجْرُ (خیر میں اسفار کردو کیونکہ اس میں بہت بڑا اجر و ثواب ہے)

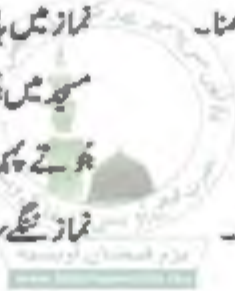
۲۔ ظہر موسم گرما کے متعلق فرمایا۔ "اُہَرِدُوا بِظَهْرِ فَن حَرِّ الشَّمْسِ مِنْ فَبِجْ جَهَنَّمَ" (ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ سورج کی گرمی جہنم کی بھاپ ہے۔) غور فرمائیے کہ غیر مقلدین نے کبھی ان دونوں اوقات کو معمول نہیں بنایا۔ بلکہ معمول ہے تو صبح کی نماز سخت اندھیرے میں اور ظہر (گرما) زوال ہو یا نہ سخت اور شدید گرمی میں، اگرچہ ان اوقات کے لئے بھی روایات ہیں۔ جن کے لئے ہم (احناف) نے کہا کہ وہ بوقت ضرورت تھا اور ہمارے اوقات معمول بننا۔ لیکن وہ نہیں مانتے۔ اس سے اہل فہم کو سمجھ جانا چاہیے کہ ان کا مقصد کیا ہے وہی جو ہم نے کہا کہ عوام میں انتشار کیونکہ جب سے ان کے مذہب کی بنیاد رکھی گئی اور گورنمنٹ انگریزی سے رجسٹرڈ ہوئے اس وقت سے وہی کارروائی جاری کی۔ جو عوام میں انتشار پھیلانے۔ اعتبار نہ آئے تو چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

احناف

غیر مقلدین

- ۱۔ کنواں پلیدی کے گرنے سے پلید۔
- ۲۔ قرآن کو بے وضو ہاتھ نہ لگانا۔
- ۳۔ کعبہ کی طرف منہ کر کے پیشاب نہ کرنا۔
- ۴۔ ایسے ہی اس طرف پاؤں نہ پھیلانا۔
- ۵۔ نماز میں ہاتھ کانوں تک لے جانا۔
- ۶۔ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔
- ۷۔ مسجد میں ہوتے نہ پہننا۔
- ۸۔ نماز ہوتے پہن نہ کرنا۔
- ۹۔ عمامہ یا ٹوپی سر پر رکھ کر نماز پڑھنا۔

- کنوئیں میں کتنا ہی پلیدیاں ہوں پاک رہتا ہے۔
- قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا جائز۔
- کعبہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے میں حرج نہیں۔
- کوئی حرج نہیں ایسے پاؤں پھیلانا جائز۔
- نماز میں ہاتھ کا نہ ہرے تک۔
- نماز میں ہاتھ ناف کے اوپر۔
- مسجد میں ہوتے پہن کر جانا۔
- ہوتے پہن کر نماز پڑھنا۔
- نماز نیچے سر پڑھنا۔



یہ صرف نمونے کے طور پر کچھ عرض کر دیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ انگریز نے کہا مولے مولے مسائل میں اسلام کا الٹ میں کروں گا۔ چھوٹے چھوٹے مسائل میں تم۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غیر مقلدین کے مذہب کو گورنمنٹ نے رجسٹرڈ کیا۔ جیسے کمپنیاں رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔ ”تحریر النبیۃ بعد المماتۃ“ اویسی عقیلہ

دلائل غیر مقلدین دس نمبر کے مطابق دس غیر مقلدین کے فتویٰ کے مجموعہ میں کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی مردہ کی مثال صادق آئی۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ روایات سے جواز ثابت کر سکیں اور بس چنانچہ ان دس صاحبان نے دلائل سے نیچے سر نماز کا جواز ثابت کیا ہے۔ ان کی عبارات کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

صحاح ستہ کے علاوہ مسند امام احمد و مؤطا، امام مالک رحمہ اللہ، ابوبکر بن شیبہ و نیل الاوطار و سیل السلام شرح بلوغ المرام باب فی الثواب الواحد ملتحقاً بہ۔

(۱) عن ام هانئ التحف النبوی صلی اللہ علیہ وسلم بتوب لہ و مخالف بین طرفیہ (بخاری شریف)

(۲) عن عمر بن ابی سلمة انه رأى النبى صلى الله عليه وسلم يصلى فى ثوب واحد۔

(۳) عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه ان سائلاً سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصلوة فى ثوب واحد فقال رسول الله اولكلكم ثوبان۔ (بخارى شريف)

(۴) عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ لا يصلى احدكم فى الثوب الواحد ليس على عاتقه شئ كذا عن سلمة بن الاكوع وفى الحديث عن وايد بن محمد وطلق وغيره من كثير الصحابة وائمة المسلمين وفى الحديث ادلة كثيرة لا تحصى ومن انكر فعله ان ياتى بدليل واضح الا فلا سلم قول من قول لا يحور الصلوة من لا يصح الثياب على رأسه فى الصلوة وكذا فى البيهقى وفى كتب المتداولو تحفة الاحورى وشرح البحارى يعنى فتح البارى ادلة كثيرة اما جابر بن عبد الله فى قميص واحد ثم قال هكذا رأيت رسول الله ﷺ فى قميص واحد البيهقى فى باب الصلوة فى الثوب الواحد۔

ومسند امام احمد، ص ۱۰۳، باب حوار الصلوة فى الثوب الواحد قال ابو حنيفة عن الربيع عن جابر رضى الله تعالى عنه ان رسول الله ﷺ صلى فى ثوب واحد متوشحاً به فقال بعض القوم لا ابى الربيع عن المكتوبة قال المكتوبة وغير المكتوبة۔ مسند امام احمد۔ هذا كفاية لمن له ذراية فى مقلد يـ نكسر نازكے جاز میں اپنے موضوع کے قائل شائع کیے ہیں۔ فقیر نے ان قائل سے یہ بات نقل کی ہے۔

ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ننگے سر نماز پڑھی اور پڑھائی ہے۔

(بخاری طوالت ان روایات کا ترجمہ مطلب ترک کر دیا ہے) ایک اور صاحب نے وہی روایات مع طریق استدلال کہا۔

یہ مسئلہ حدیث کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ مقدمہ شریف، باب استر میں پہلی حدیث میں عمر بن سلمہ فرماتے

ہیں۔ رأيت رسول الله ﷺ يصلى فى ثوب واحد مشتملاً به بيت أم سلمة و اصفا طرفيه على عاتقه (متفق عليه)

اس حدیث شریف سے رسول اللہ ﷺ کا ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنا ثابت ہوا۔

دوسری حدیث شریف حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔

قال رسول الله ﷺ لا يصلى احدكم فى الثوب الواحد ليس على عاتقه شئ (متفق عليه)

نہ نماز پڑھتے ہیں۔ جس کے بعد میں پکارتا ہوں۔

اس حدیث میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت دی بشرطیکہ کندھے ننگے نہ ہوں۔ ننگے سر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا۔ تیسری حدیث حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔

سمعت رسول اللہ ﷺ من صلی فی ثوب واحد فبہ حالہ ہیں طرفہ (رواہ البخاری)

اس حدیث میں ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنے کا طریقہ بیان فرمایا۔

چوتھی حدیث عمر بن ابی سلمہ بن اکوع کی ہے۔

قال قلت یا رسول اللہ ﷺ انی رجل اصبد اذا صلی فی القميص الواحد قال نعم وردہ ولو بشمولة (ابوداؤد و نسائی)

اس حدیث میں رسول اللہ نے ایک گرمی میں ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنا صحیح کرام سے بھی ثابت ہے جیسا کہ جابر نے دوسرے کپڑوں کی موجودگی میں ننگے سر نماز پڑھی اور حضرت ابی بن کعب نے فرمایا۔

الصلوة فی الثوب الواحد سنة کما تفعل مع رسول اللہ ﷺ ولا یعاب علیہا (احمد)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے۔ ہم رسول اللہ کے ساتھ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے اور ہم پر کوئی اعتراض نہ کرتا۔ اسی طرح آج بھی اگر کوئی ننگے سر نماز پڑھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

آخری اور مضبوط سہارا ﴿

حدیث ذیل پڑھئے غور و تامل سے پیش کرتے ہیں۔

عن محمد بن المسکدر قال صلی جابر فی ارار قد عقدہ من قبل لقاءہ و ثیابہ موصوۃ علی المشجب فقال له قائل تصلی فی ارار واحد فقال اما صعت دالتک لیرانی احمق مثلك و اتساکن له ثوبانی علی عهد رسول اللہ ﷺ ایضاً عن محمد بن المسکدر قال رأیت جابر یصلی فی ثوب واحد وقال رأیت النبی ﷺ یصلی فی ثوب۔

محمد بن مسکدر نے کہا کہ حضرت جابر نے ایک ہی تہ بند میں نماز پڑھی اور اپنے کپڑے کھوئی پر

رکھ دیے۔ کسی نے اعتراض کیا کہ آپ نے ایک ہی تہہ بند میں نماز کیوں پڑھی ہے۔ حضرت جابرؓ نے جواب دیا اس لئے تاکہ میں تیرے جیسے بے سمجھ کو بتا دوں کہ ننگے سر نماز ہو جاتی ہے اور نبی اکرمؐ کے عہد میں بہت کم لوگوں کو دو کپڑے میسر آتے تھے۔

دوسری روایت محمد بن منکدر سے یوں ہے کہ میں نے حضرت جابرؓ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھ کر اس کی وجہ دریافت کی۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے نبی اکرمؐ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ **قال فی المہایذ والعروض بیان جوار الصلوۃ فی الثوب الواحد ولو كانت الصلوۃ فی الثوبین الفصل فکانه قال صنعہ عمدا لیبیان الجوار**

صاحب نہایہ نے کہا ہے کہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ دو کپڑوں میں فضیلت ہے نماز کی۔ اسی لئے حضرت جابرؓ نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی تاکہ جو لوگ بے سمجھ ہیں وہ جان لیں کہ ننگے سر نماز جائز ہے۔ **نوٹ:** ہم نے غیر مقلدین کا تمام سرمایہ یہاں جمع کر دیا ہے اس کے بعد علم سے ان کی جھولی خالی ہے۔ اب فقیر کی سن لیجئے۔

جوابات: (۱) تمام روایات جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ اس سے ہم نے کب انکار کیا ہے جیسا کہ خود غیر مقلدین نے امام ہلسٹ، شاہ احمد رضا بریلوی کے فتویٰ نقل کئے اور خود احادیث کے شارحین کی عبارات نقل کیں تو انھوں نے جواز کا کہا اور جواز سے شفق ثابت کرنا بھی جہالت ہے۔ جس کی تا حال غیر مقلدین کو آگاہی نہ ہوئی کہ کوئی کام حضور جواز کے لئے کر دکھائیں تو وہ شفق کیسے بن گیا۔ جواز کی چند مثالیں فقیر پہلے عرض کر چکا ہے شفق، مدامت اور عمل کا نام ہے اور گا ہے گا ہے جواز اور ضرورت کا نام۔ انہی تہارے دلائل سے فیصلہ ہو جانا چاہیے کہ حضور نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ وجملہ اہل اسلام کا دائمی عمل سر پر عمامہ یا ٹوپی وغیرہ یا نہ؟

(۲) احادیث مبارکہ میں ننگے سر نماز پڑھنے کا نہیں بلکہ ننگے سر نماز نبوی کی ہیئت و کیفیت سے ثابت ہوا تو اب ہمارا سوال ہے کہ جس طرح احادیث مبارکہ نقل کی گئی ہیں۔ اس طرح کی نماز پڑھو تو عامل بالجہد و بکری اُتار کر نماز پڑھنے سے بدعتی بن رہے ہو۔ احادیث مبارکہ مذکورہ میں غور کرو اس کی یہ صورتیں ہیں۔ (۱) ایک کپڑا۔ (۲) دو کپڑے (۳) ایک کپڑا پیٹھ کے پیچھے سے گردن میں باندھ دینا جس سے کاندھا بھی ڈھکے ہوں (جیسے پھر کو یہ پتہ پانا جاتا ہے) صرف

نگے سر نماز کا ذکر نہیں۔ تو اب غیر مقلدین پر واجب ہے کہ وہ روزانہ عمامہ اتارنے کے بجائے صرف ایک ہی چادر پر اکتفاء کریں۔ جیسے احادیث مبارکہ میں ہے اور اس چادر کو بچوں کی طرح کاندھوں پر باندھ کر نماز پڑھیں۔ صرف عمامہ پر ٹھٹھہ کیوں؟ صرف عمامہ اتار کر نگے سر نماز پڑھنے کی سُنّت کہاں سے نکال لی؟ جواز کے ہم قائل ہیں لیکن صرف نگے سر نماز پڑھنے کو سُنّت کہنا یہ کس حدیث میں ہے۔

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت جس میں انھوں نے معترض کو اِحق کہا اس سے اُن کا نگے نماز کا استدلال بھی عجیب ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کپڑے سے نماز پڑھ رہے تھے اور بچوں کی طرح گردن میں کپڑا باندھ رکھا تھا تو غیر مقلدین عینہ اس طرح نماز پڑھیں ہم انکار نہ کریں گے کیونکہ جواز کا باب وسیع تر ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا معترض کو اِحق کہنا نگے سر نماز کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ اس کی وجہ کچھ اور ہے نہ یہ کہ آپ نے نگے سر نماز پڑھنے پر معترض کو اِحق کہا۔ اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعض مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف کر جاتے تھے۔ اسی اختلاف کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”اختلاف اِمتی رحمة“ (میری اُمت کا اختلاف رحمت ہے) فرمایا ہے اس مسئلہ میں بہت بڑے جلیل القدر صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختلاف تھا کہ ایک کپڑے میں نماز ہوتی ہی نہیں اور جواز والی روایات کا وہ حضرات یہ جواب دیتے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں وسعت نہ تھی اسی لئے جائز تھا لیکن بعد

کو نا جائز ہے اُن کے اسامہ گرامی ملاحظہ ہوں۔ یعنی شرح بخاری، ص ۵۸، جلد ۴، ص ۶۱، جلد ۴ میں ہے (الترشح نوع من الا شتمال تجوز الصلوة به والفقهاء مجمعون جواز الصلوة فی ثوب واحد و قد روی عن ابن مسعود خلاف ذلك قلت ذهب طائوس و ابراهيم النخعی واحد فی رواية و عبدالله بن وهب من اصحاب مالك و محمد بن جریر الى ان الصلوة فی ثوب واحد مکروهة الخ) اُن کے ہاں بھی بہت بڑے دلائل ہیں۔ جنھیں امام بدر الدین یعنی شارح بخاری نے نقل فرما کر انکار کیا اور اس اختلاف میں بعض روایات حضرت ابن عمر بھی شامل ہیں اور امام مجاہد بھی۔ بلکہ اس مسئلہ پر سیدنا ابن مسعود و سیدنا ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مناظرہ ہوا جس کا فیصلہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن کعب کے حق میں فرمایا۔

ملاحظہ ہو یعنی شرح بخاری، ص ۷۳، جلد ۴ اور تاریخ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقفین کو خوب معلوم ہے کہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(مذہبی غلط فہمی) جس طرف ہوں۔ حق دینی ہوتا ہے اور یہ بھی ہے۔ پھر جو ادنیٰ اعلیٰ کے سامنے یا تابعی صحابی کے سامنے جمہور کے خلاف مسئلہ پر اعتراض یا طعن کرے یا اسی کو ترجیح دے تو پھر اس کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے جیسے حضرت جابر نے معترض کو فرمایا چنانچہ یہاں بھی ہوا کہ مشکوٰۃ امام الحدیث حضرت علامہ ابن سلطان محمد انقاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات، ص ۲۸۵، جلد ۱ میں لکھتے ہیں کہ **انکرہ انکار اہلبیضا کانه قبل قد صحبت النبی ﷺ وما شعرت بسنة فتصل فی ثوب واحد وثیابک موضوعۃ علی المستجب فلذلک زجرہ وسماء احمق خلاصہ یہی ہوا کہ حضرت ابن جابر کا معترض کو احق کہنا جمہور کے مذہب کے خلاف بولنے کی وجہ تھی نہ یہ کہ ننگے سر نماز پڑھنے کے اعتراض کہ وجہ سے اور نہ ہی وہاں ننگے سر نماز کی بات تھی۔ یہ غیر مقلدین کا اپنا ڈھکوسلہ ہے۔**

خلاصۃ البحث حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ہم سب **(غیر مقلدین)** سمیت یہی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک کپڑے میں یا دو کپڑوں میں نماز پڑھنا بوجہ ضرورت تھا کہ اس وقت کپڑوں کی قلت تھی یا جواز کے لئے تاکہ اگر کوئی صرف ایک کپڑے سے یا دو سے نماز پڑھ لے تو نماز جائز ہو جائے گی۔ بشرطیکہ اس کے ہاتھ کوئی دوسرا عارضہ شرعی لاحق نہ ہو اس کے متعلق عرض کر چکا ہوں۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ **او اما المصلوۃ النبی ﷺ واصحابہ فی ثوب واحد ففی وقت کان لعد ثوب آخر و فی وقت کان مع وجودہ لیان الجواز (از تقلد الطنی) لے (ترجمہ اہل کے مضمون میں آیا ہے)**

جواز کا سہارا ۱۔ احکام شرعیہ و حرم کے ہیں **"عزیمۃ و رخصت"** مردان خدا وہ ہوتے ہیں جو عزیمت پر عمل کرتے اور ڈھیلے ڈھالے سست و کابلین جواز کا حیلہ ڈھونڈتے ہیں بفضلہ تعالیٰ اہل سنت احکام شرعیہ میں عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور غیر مقلدین رخصت کے پیچھے پڑ کر خود ہی دین سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

۲۔ جس جواز میں غیروں (غیر مسلموں) کو سہارا ملے اور اصل مسئلہ کے ترک کا خطرہ ہو تو اس جواز پر عمل نہ کرنا بھلا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، جواز کا سہارا لے کر آج کی ماڈرن مسلم پینٹ پتلون کی شامت سے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی سنت سے محروم، یہاں بھی غیر مقلدین کو یونہی سمجھایا جائے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز اور بیٹھ کر سنت۔ اب ننگے سر نماز کی طرح جواز کا سہارا لے کر کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرو اور عوام کی ملامت پر کہہ دیا کرو کہ احادیث میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا سنت ہے۔ ننگے سر نماز کے استدلال اور اس مسئلہ کے استدلال میں کوئی فرق نہیں۔ یہ سودا انھیں مہنگا پڑتا

ہے۔ ایسے ہی جواز کی صورت کھڑے ہو کر کھانا بھی بیٹھ کر کھانا دائمی سنت ہے۔ اب غیر مقلدین کو پکڑی اُتارنے کے ساتھ ساتھ کھڑے کھڑے موتا اور کھانا چاہئے وغیرہ وغیرہ۔

اس کے مزید احکامات فقیر نے شرح بخاری شریف میں عرض کر دیے ہیں۔ اُسی طرز

۳۔ ہم نے نئے سر نماز پڑھنے کی تین صورتیں لکھی ہیں۔ ان میں ایک مکروہ ہے۔ جب سُستی اور کابلی سے اس کا ارتکاب ہو اور سُستی و کابلی کا شکار عوام نہیں بلکہ یہ بیماری اب عام ہے کہ بہت بڑے بھگدار بھی نماز سے جی کھڑاتے ہیں۔ جب نفس نماز ان کی سُستی اور کابلی کا شکار ہے تو پھر اُس کے مُسْتَحَبات میں کتنا تکامل و تکامل کو دخل ہوگا اور شرع کا قانون بھی ہے اور عقل کا تقاضا بھی کہ بیماری جب وہائی صورت اختیار کرے تو بیمار کو بھرپور ٹیکوں، گولیوں اور دوائیوں کے استعمال کے علاوہ معمولی سے معمولی ضرر رساں عمل سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور یہاں یہ حال ہے کہ انگریز کی پٹی پڑھانے کے بعد نئے سر پہنا زندگی بسر کرنا اتنی (80) فی صد مسلمانوں کا زندگی بسر کرنا عام ہو گیا ہے دین کا درور کھنے والا تو سُنتِ نبوی ﷺ کے احیاء (زعمہ کرنا) میں جدوجہد کرنا، عمامہ باندھنے، بالخصوص نماز ادا کرنے کی کوشش کرے گا اور دین سے بے بہرہ انگریز کی دی ہوئی گندی عادت میں اضافہ کرے گا۔

از اختیار بدست مختار ہذا آخر مارقمہ قلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ بہا پور۔

۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۹ء بروز ایمان افروز دوشنبہ شریف۔

علماء کرام اور مشائخ عظام

آپ اور ہم سب کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہر سنت کو زندہ رکھنے سے ہمارے اور آپ کے آقا ﷺ کتنا خوش ہوتے ہیں یہ آپ فقیر سے زیادہ جانتے ہیں بالخصوص جب وہ سُنتِ مردہ ہو جائے یعنی اس پر عمل کرنے سے علمی، دینی، رواجی طور سخت مشکل ہو جیسے آج کل اکثر سُنتوں کا حال ہے۔ مثلاً دائمی رکھنا حبیبِ خدا ﷺ کی محبوب سُنت ہے ایسے ہی عمامہ شریف آپ ﷺ کی دائمی ادا ہے کہ کبھی سفر و حضر میں یہاں تک کہ نیند کے وقت بھی آپ ﷺ کا سر مبارک بچا نہ ہوا۔

لیکن افسوس ہے کہ دائمی پر جو پستیایاں اُڑائی جا رہی ہیں اس سے کوئی بے خبر نہیں بلکہ اب تو بعض پیر صاحبان

(جنہیں آکابر کے صدقہ یہ عزت ملی ہے کہ ہزاروں ہندوگان خدا ان کے حلقہٴ غلام میں شمولیت کو فرماتے ہیں) بھی اس محبوبِ شفقت کے دشمن بن گئے ہیں۔ کبھی بھولے سے شفقت پر عمل کرنے کا تصور نہیں کرتے بلکہ سچ پوچھیے تو داڑھی کی شفقت اپنے محبوب چہرے پر دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ ایسے ہی بعض علماء حضرات جنہیں دین کی رکھوالی کے لیے پٹا گیا وہ بھی ایسے ہی صاحبان کو سمجھانے کی بجائے انہیں اپنے وعظ اور نجی مجلسوں میں قطبِ وقت اور غوثِ زماں کا لقب دے کر شفقتِ مصطفیٰ ﷺ کے عملی دشمن بن رہے ہیں اور بعض بے باک مولوی داڑھی چھوٹی رکھوانے کو اپنا فیشن سمجھتے جا رہے ہیں۔ ایسے ہی پگڑی باندھنے کا حال ہے۔

تو عزیزو! ایسے وقت میں ایسی شقوں کا زندہ کرنے میں سوشیڈوں کا ثواب نصیب ہو جائے تو سستا سودا ہے۔

دعوتِ عام

احبابِ اہل اسلام کو دعوتِ عام ہے کہ شفقتِ مصطفیٰ ﷺ کے احیاء (زندہ کرنے میں) تن من و جان و مال کی قربانی دے کر ہلال و غضیب و زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ اہل زمانہ کو دیکھیں۔

حرفِ آخر

اس طویل بحث سے میرا مقصد یہی ہے کہ علماء کرام و مشائخِ عظام اور عوامِ اہل اسلام کو جواز کے چکر میں پھنسنے کے بجائے رسول اکرم ﷺ کی ہر شفقت پر عملی اقدام فرمانا چاہیے بلکہ اپنے حلقہٴ احباب کو سختی سے اس پر کاربند بنانا اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھیں تاکہ کل قیامت میں حضور سرور کائنات ﷺ کا قرب نصیب ہو۔

ہذا آخر ما سطرۃ قلم المتعیر القادری

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۳ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ